لغت: فَتَرَ(ن) فُتُوْراً: چستی کے بعد سست پڑ جانا...... رَجَعَ فلاناً عن الشیئ وإلیه: واپس لانا، لوٹانا، سورۃ التوبہ میں ہے: ﴿فَإِن رَّجَعَكَ اللّٰهُ إِلٰى طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ﴾ پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے کسی گروہ کی طرف واپس لائیں (آیت ۸۳) یعنی رَجَعَ: لازم اور متعدی دونوں ہے، لوٹنا اور لوٹانا دونوں معنی ہوتے ہیں، حدیث میں متعدی ہے۔

وضاحت: یعنی یقول اللہ: اس لئے بڑھایا ہے کہ یہ حدیث قدسی ہے، مگر احادیث قدسیہ کا جو معروف انداز ہے اس انداز پر یہ حدیث نہیں ہے، اسی طرح بخاری کی حدیث (نمبر ۳۶) بھی حدیث قدسی ہے، مگر وہ بھی معروف انداز پر نہیں ہے...... هُو عَلَيَّ ضَمَانٌ: مصری نسخہ میں هو عليّ ضامن ہے، اور ضامن بمعنی مضمون ہے، یعنی میری گارنٹی میں ہے، ترغیب وترہیب میں اور فتح الباری میں ترمذی سے ضَامِنٌ نقل کیا ہے۔

بابُ ماجاءِ فی فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا

سرحد کا پہرہ دیتے ہوئے موت آنے کی فضیلت

مُرَابَطَة: اور رِبَاط کے معنی ہیں: سرحد پر مقیم ہونا، پہرہ دینا، جس طرح اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے، دفع ظلم اور رفع فتنہ کے لئے جہاد ضروری ہے، اسی طرح ملک کی حفاظت کے لئے سرحد کا پہرہ دینا بھی ضروری ہے اور پہلے زمانہ میں تنخواہ دار فوج نہیں ہوتی تھی، لوگ رضا کارانہ جہاد کرتے تھے اسی طرح سرحد پر پہرہ بھی رضا کارانہ دیتے تھے، اور سرحد کا پہرہ دینا اس اعتبار سے آسان ہے کہ وہاں کچھ کرنا نہیں، بس پڑا رہنا ہے، اگر اتفاق سے دشمن حملہ آور ہو تو مقابلہ کرنا ہوتا ہے، ورنہ کوئی کام نہیں۔ مگر ایک اور اعتبار سے یہ سخت عمل ہے، ایک طویل عرصہ تک بیوی بچوں سے جدا رہنا پڑتا ہے اور کاروبار چھوٹ جاتا ہے، اور ملتا کچھ نہیں، اس اعتبار سے یہ کام نہایت مشکل ہے، جہاد چند دن کا عمل ہے اور اس میں مالی منفعت بھی ہے اس اعتبار سے وہ آسان ہے، مگر اس میں جان ہتھیلی پر رکھ کر گھر سے نکلنا ہوتا ہے اس اعتبار سے یہ نہایت مشکل کام ہے، اس لئے جس طرح جہاد کے فضائل آئے ہیں، سرحد پر پہرہ دینے کے بھی فضائل آئے ہیں۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر میت کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے مگر جو شخص راہ خدا میں پہرہ دیتے ہوئے مرتا ہے اس کے لئے اس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا ہے اور وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے، فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

تشریح: اس حدیث میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

پہلی بات: پہرہ دینے والے کا عمل اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے: اور پہلے حدیث گذری ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں، علاوہ تین عملوں کے: صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ

اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے، یعنی ان عملوں کا ثواب جاری رہتا ہے عمل جاری نہیں رہتا اور سرحد پر پہرہ دینے والے کا عمل ہی جاری رہتا ہے، اور عمل کے جاری رہنے میں اور عمل کے ثواب کے جاری رہنے میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔

دوسری بات: سرحد پر پہرہ دینے والا قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے، کیونکہ منکر نکیر کی طرف سے آزمائش اس منافق پر آتی ہے جس کا دل اسلام پر مطمئن نہیں، اور وہ دین اسلام کی نصرت کے لئے آمادہ نہیں۔ اور سرحد کا پہرہ دینے والا اگر شرائط وآداب کے مطابق پہرہ دے تو اس سے بڑھ کر دین کی تصدیق کرنے والا کوئی نہیں، نہ اس سے بڑا کوئی دین کا مددگار ہوسکتا ہے اس لئے منکر نکیر اس کو پریشان نہیں کرتے، وہ بندہ ان کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

دوسری حدیث: المجاهدُ مَنْ جَاهَدَ نفسَه: یہ ایک مستقل حدیث ہے جس کو حضرت فضالہؓ نے اس حدیث کے ساتھ بیان کیا ہے، اور دونوں حدیثوں میں ارتباط یہ ہے کہ سرحد کا پہرہ دینے کے لئے اور جہاد میں نکلنے کے لئے نفس سے ٹکر لینی ضروری ہے، اس کے بغیر جہاد کرنا اور سرحد پر پہرہ دینا ممکن نہیں، کیونکہ یہ دونوں عمل نہایت شاق ہیں، ایک میں جان کا خطرہ ہے اور دوسرے میں لمبے عرصہ تک بیوی بچوں سے دور رہنا ہوتا ہے، اور کاروبار چھوڑنا پڑتا ہے اس لئے طرح طرح کے وساوس دل میں آتے ہیں، پس یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جو پہلے نفس کے ساتھ جہاد کرے، نفس سے لڑے بغیر جہاد میں نکلنا اور سرحد کا پہرہ دینا ممکن نہیں۔

فائدہ: یہاں بین السطور میں لکھا ہے: هذا هو الجهاد الأكبر: یعنی نفس سے ٹکر لینا ہی بڑا جہاد ہے، یہ ایک دوسری حدیث کی طرف اشارہ ہے، آنحضور ﷺ نے غزوۂ تبوک سے واپسی میں جب مدینہ قریب آیا تو یہ ارشاد فرمایا، اس حدیث کا مطلب عام طور پر صحیح نہیں سمجھا جاتا۔

جب آنحضور ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہرقل شاہ روم چالیس ہزار کا لشکر جرار لے کر مدینہ پر چڑھائی کرنا چاہتا ہے، اور مقدمۃ الجیش بلقاء تک پہنچ گیا ہے تو آپؐ تیس ہزار کا لشکر لے کر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور تبوک تک گئے جو جزیرۃ العرب کی سرحد پر ہے اور وہاں بیس دن قیام کیا، مگر کوئی مقابلہ کے لئے نہیں آیا تو آپؐ ظفر مند واپس لوٹے، آگے بڑھنا مصلحت کے خلاف تھا۔ جب مدینہ منورہ قریب آیا تو آپؐ نے فرمایا: رَجَعْنَا من الجهاد الأصغرِ إلى الجهاد الأكبر (أى ذاهباً إلى الجهاد الأكبر) یعنی ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ آئے، اب بڑے جہاد کی تیاری کرنی ہے، اس حدیث کا بعض لوگوں نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ تیر وتفنگ کی لڑائی تو لڑ چکے اور یہ چھوٹا جہاد تھا، اب دل سے لڑنا ہے یعنی خانقاہوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا ہے اور یہ بڑا جہاد ہے۔ دعوت وتبلیغ والے بھی یہی کہتے ہیں کہ تبلیغ کے لئے نکلنا بڑا جہاد ہے، یہ مطلب صحیح نہیں۔

حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ فوج کو غلط فہمی نہ ہو کہ رومی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکے، ہم زبردست ہیں، ہم سے کوئی

ٹکر نہیں لے سکتا، یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے، نبی ﷺ نے فرمایا: یہ تو چھوٹا معرکہ تھا آگے ان سے بڑے بڑے معرکے پیش آنے والے ہیں، لوٹ کر اس کی تیاری کرنی ہے غافل نہیں ہو جانا۔

یہ معرکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئے، مسلمانوں کی رومیوں سے ہولناک جنگیں ہوئیں، اس حدیث میں اسی کی پیشین گوئی ہے، پس اس حدیث کو خانقاہی نظام سے جوڑنا یا دعوت و تبلیغ کے کام کو اس کا مصداق بتانا شاید خلافِ واقعہ ہے۔

یہ حدیث رَجَعْنَا اور رَجَعْتُمْ: دونوں لفظوں سے مروی ہے، اور ضعیف ہے، بیہقی نے اس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اس کو احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے، اور خطیب کی تاریخ بغداد میں اس کے الفاظ یہ ہیں: قَدِمَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَزَاةٍ، فقال عليه الصلاة والسلام: قَدِمْتُمْ من خَيْرِ مَقْدَمٍ، وَقَدِمْتُمْ من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر: نبی ﷺ ایک جہاد سے مراجعت فرما ہوئے تو ارشاد فرمایا: آپ حضرات کا مدینہ لوٹنا مبارک! آپ حضرات چھوٹے معرکے سے بڑے معرکے کی طرف لوٹے ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا: جہادِ اکبر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دل سے ٹکر لینا اور خطیب کی روایت میں ہے: مجاهدةُ العبد هواه: خواہش سے ٹکر لینا، مگر عجلونی نے کشف الخفاء (۱:۵۱۲) میں لکھا ہے: والمشهورُ على الألْسِنَةِ: رجعنا من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر، دون باقيه: یعنی زبان زد روایت بس اتنی ہی ہے کہ ہم چھوٹے معرکہ سے لوٹ آئے، بڑے معرکے کی طرف (جاتے ہوئے) باقی الفاظ معروف نہیں یعنی یہ تفسیر بعد میں کسی نے بڑھائی ہے۔

غرض باب کی حدیث کو جو بین السطور میں اس حدیث سے جوڑا ہے: وہ صحیح نہیں، باب کی حدیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ سرحد کا پہرہ دینا اور جہاد کے لئے نکلنا نہایت شاق عمل ہے، ان اعمال کے لئے پہلے نفس سے ٹکر لینا ضروری ہے، جو شخص نفس سے مقابلہ کرے گا وہی یہ کام انجام دے گا، پس حقیقی، اصلی اور کامل جہاد نفس سے مقابلہ کرنا ہے، باقی اعمال اسی پر متفرع ہیں۔

[۲-] باب ماجاء في فضل مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا

[۱۶۱۴-] حدثنا أَحْمَدُ بنُ مُحمدٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ الْمُبَارَكِ، ثَنَا حَيْوَةُ بنُ شُرَيْحٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّ عَمْرَو بنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بنَ عُبَيْدٍ، يُحَدِّثُ عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلىٰ عَمَلِهِ، إِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَأْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ". وَسَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله